REGD No. E.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح
سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳/۵۰ ء
ممالک غیر ۷/۵۰ ء
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۶ | ۱۸ شہادت ۱۳۳۶ ہش ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ ۱۸ اپریل ۱۹۵۷ء | نمبر ۱۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۲ اپریل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب، حضرت نواب عبد اللہ خان صاحب، حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اور مکرم خان صاحب فرزند علی صاحب کی صحت کاملہ کیلئے دوستت دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان:- مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب کی صحت اب پہلے سے بہتر ہے۔ احباب صحت کاملہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

رمضان المبارک کے دوسرے عشرہ میں مسجد اقصیٰ میں قرآن مجید کا درس مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی دے رہے ہیں۔

رمضان المبارک کے دس خاص مسائل

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

(۱) رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خدائے قدوس کی آخری شریعت کے نزول کا آغاز ہوا۔ اور کلام الٰہی اپنے کمال کو پہونچ گیا۔ اسی مہینہ کو روزہ کی خاص عبادت کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔ اس مہینہ میں ہر اس عاقل بالغ مرد و زن پر روزہ واجب ہے۔ جو بیماری یا سفر کی حالت میں نہ ہو۔ مگر ڈیوٹی کے لحاظ سے دائمی سفر پر رہنے والوں کو روزہ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا سفر ایک گونہ قیام کا رنگ رکھتا ہے۔

(۲) بیمار یا مسافر کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ بیماری یا سفر کی حالت گزرنے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے رکھ کر اپنے روزوں کی گنتی پوری کرے۔ تاکہ اس کی عبادت کے ایام میں فرق نہ آئے اور ثواب میں کمی واقع نہ ہو۔ اس غرض کیلئے حائضہ عورت بھی بیمار کے حکم میں ہے۔ مگر بیماری اور سفر میں روزہ ملتوی کرنے کے باوجود رمضان کی دوسری برکات سے حتی الوسع متمتع ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۳) جو شخص بڑھاپے یا دائم المرض ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہو۔ اور بعد میں گنتی پوری کرنے کی امید بھی نہ رکھتا ہو۔ (بہانہ کے طور پر نہیں بلکہ حقیقۃً) اس کے لئے یہ حکم ہے کہ روزہ کے بدل کے طور پر اپنی حیثیت کے مطابق اپنے جیسے بھوکے کے کھانے کے انداز سے فدیہ ادا کرے۔ یہ فدیہ کسی مقامی غریب اور مسکین کو نقدی یا طعام ہر دو صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ اور اس غرض کے ماتحت مرکز میں بھی بھجوایا جا سکتا ہے۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت بھی اسی حکم کے ماتحت آتی ہے یعنے وہ روزہ رکھنے کی بجائے فدیہ ادا کر سکتی ہے۔

(۴) روزہ طلوعِ فجر یعنے پو پھٹنے سے لے کر غروبِ آفتاب تک رکھا جاتا ہے۔ اور اس میں کھانے پینے یا بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ مگر بھول چوک کر کوئی چیز کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سحری کھانے میں دیر کرنا اور افطاری میں جلدی کرنا سنتِ نبوی ہے۔ تا خدا تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اپنی خواہش کی آمیزش نہ ہونے پائے۔

(۵) روزہ رکھنے والے کیلئے لازم ہے۔ کہ اپنا وقت خصوصیت سے نیکی اور تقوےٰ طہارت اور صداقتِ قول اور صداقتِ عمل میں گزارے۔ اور ہر قسم کی بدی اور بے ہودگی سے کلی اجتناب کرے۔ مگر اس نیت سے نہیں کہ رمضان کی قید کے ایام کے بعد پھر سستی اور کی مادر پدر آزادی کی طرف لوٹ جائے گا۔ بلکہ اس نیت سے کہ وہ اس ٹریننگ کے نتیجہ میں ہمیشہ نیک اور متقی رہنے کی کوشش کرے گا۔ اور خشیت اللہ کو اپنا شعار بنائے گا۔

(۶) روزوں کے ایام میں نمازوں کی پابندی اور تلاوتِ قرآن مجید اور دعاؤں اور ذکر الٰہی اور درود شریف میں شغف خاص طور پر ضروری ہے۔ اور روزوں کی راتوں میں تہجد کی نماز کی بڑی تاکید آئی ہے۔ تہجد کی نماز مومنوں کو ان کے مخصوص انفرادی مقامِ محمود تک پہونچانے اور نفس کی خواہشات کو کچلنے اور دعاؤں کی قبولیت کا رستہ کھولنے اور انسان کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں بے حد مؤثر ہے (یہ سب قرآنی اشارات ہیں) دن کے اوقات میں ضحیٰ یعنے اشراق کی نماز بھی بڑے ثواب کا موجب ہے۔ تہجد کا بہترین وقت نصف شب اور فجر کی نماز کے درمیان کا وقت ہے۔

(۷) رمضان کے مہینہ میں صدقہ وخیرات اور غریبوں اور مساکین اور یتامیٰ اور بیوگان کی امداد حسب توفیق زیادہ سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں ہمارے آقا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ غریبوں کی امداد میں ایک ایسی تیز آندھی کی طرح چلتا تھا جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ رمضان کا یہ صدقہ وخیرات فدیہ رمضان اور صدقۃ الفطر کے علاوہ ہے۔

(۸) جن لوگوں کو توفیق ہو۔ اور فرصت مل سکے اور حالات موافق ہوں ان کے لئے رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد کے اندر اعتکاف بیٹھنا موجب ثواب ہے۔ یہ ایک قسم کی وقتی اور محدود رہبانیت ہے۔ جس کے ذریعہ انسان دنیا سے کلی طور پر نہ کٹنے کے باوجود انقطاع الی اللہ کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ اعتکاف میں دن رات مسجد میں بیٹھ کر عبادت اور ذکر الٰہی اور دعاؤں اور تلاوتِ قرآن مجید اور دینی مذاکرات میں وقت گزارنا چاہیئے۔ اور نیند کو کم سے کم حد میں محدود رکھنا چاہیئے۔ رفع حاجت یعنے پیشاب پاخانہ کے لئے مسجد سے باہر جانے کی اجازت ہے۔ اور رستہ میں کسی مریض کی مختصر سی عیادت کرنے میں بھی حرج نہیں۔

(۹) رمضان کے آخری عشرہ میں اور خصوصاً اس کی طاق راتوں میں ایک رات ایسی آتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی خاص الخاص برکتوں سے معمور ہوتی ہے۔ اسے لیلۃ القدر یعنے بزرگی والی رات کہتے ہیں۔ اس میں دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ اور رحمت کے فرشتے مومنوں کے قریب تر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آخری عشرہ کی راتوں میں زیادہ دعائیں کی جائیں۔ اور نوافل پر زیادہ زور دیا جائے۔ اور رات کی مردہ تاریکی کو روحانی زندگی کے نور سے بدل دیا جائے۔ لیلۃ القدر گویا خدا کی طرف سے مومنوں کیلئے اختتام رمضان کا ایک مبارک ہدیہ ہے۔

(۱۰) عید الفطر سے قبل غرباء کی امداد کیلئے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کی مقدار ایک صاع گندم کے حساب سے مقرر ہے۔ جو گھر کے ہر مرد وعورت اور ہر لڑکے لڑکی بلکہ بے تنخواہ کام کرنے والے نوکروں تک کی طرف سے ادا کرنی لازم ہے۔ یہ رقم گندم کی رائج الوقت قیمت کا اندازہ ہونے پر مقامی محصلوں کو ادا کرنی چاہیئے۔ تاکہ مناسب انتظام کے ساتھ اچھے وقت پر غرباء میں تقسیم ہو سکے۔ وتلک عشرۃ کاملۃ۔

نوٹ:- رمضان اور عید الفطر کے بعد شوال کی دوسری تاریخ سے لے کر سات تاریخ تک چھ نفلی روزے رکھنا مسنون ہے۔ اور موجب ثواب۔ جس طرح نماز کے بعد سنتیں ہوتی ہیں۔ یہ گویا روزوں کے بعد کی سنتیں ہیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۷ اپریل ۱۹۵۷ء

(الفضل ۱۲/۴)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پبلشر نے رہنما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

روئیداد جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کرناگاپلی

(از مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب وکیل یادگیری)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کروناگاپلی کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۷ مارچ ۱۹۵۷ء بوقت ۴½ شام وسیع و عریض میدان میں منعقد ہوا۔ جو برلب سڑک ہمارے اس علاقہ کے صدر جناب محی الدین صاحب کوئی کا ہے۔

جلسہ کیلئے ایک بہت بڑا پنڈال بنایا گیا تھا۔ اور اس پنڈال کیلئے ایک مستقل چبوترہ بنایا گیا تاکہ وہ منتقل طور پر اسٹیج کا کام دے۔ اس اسٹیج پر کپڑے کا چھت بنایا گیا تھا جسکو مختلف رنگوں کے کاغذ کی جھنڈیوں اور زنجیروں سے سجایا گیا تھا۔ اور اس پر بجلی نے چار چاند لگا دئے تھے۔ اسٹیج پر مبلغین سلسلہ کیلئے سامنے کی حصہ میں جسکے آگے دو میزیں رکھی تھیں اور دو میکروفون کام کر رہے تھے رکھے گئے تھے۔ چبوترہ پر فرش بھی اچھے قسم کا بچھایا گیا تھا۔ سٹیج کے پچھلے حصہ میں جناب محی الدین صاحب صدر جماعت کے مکان سے لیکر سٹیج تک بانسوں کا راستہ بنایا گیا تھا۔ جہاں سے حضرت صاحبزادہ صاحب اور ہم سب کو جلسہ گاہ میں پہنچایا گیا۔

جلسہ گاہ کو کرسیوں سے سجایا گیا تھا۔ اور سامنے تین بڑے گیٹ بنائے گئے تھے جس پر کپڑا تانا جا کر خوبصورت بنایا گیا تھا۔ پورے جلسہ گاہ پر بانسوں کا چھت بنایا جا کر اس کے نیچے جھنڈیاں لگائی گئی تھیں۔ جلسہ گاہ کے اندر Press کی کرسیاں علٰحدہ رکھی تھیں۔ اور بیرون جلسہ گاہ کو بانسوں سے گھیرا جا کر دونوں طرف سائیکلوں کی حفاظت کا سامان کیا گیا تھا۔ خدام الاحمدیہ کے ممبران جگہ جگہ انتظامات پر متعین کئے گئے تھے۔

سٹیج کے ایک حصہ پر لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کے انتظامات تھے۔ ذرا دور احتیاط کے طور پر جنریٹر کا بھی انتظام تھا۔ تاکہ بجلی کے فیل ہونے کی صورت میں جنریٹر اپنا کام کرتے رہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب اور مبلغین سلسلہ جب جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو ان کو ترتیب وار کرسیوں پر بٹھایا گیا۔ اور بیچ میں ایک کرسی پر حضرت صاحبزادہ صاحب بٹھائے گئے۔

[illegible] جناب محمد یوسف صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل صدر استقبالیہ کمیٹی کروناگاپلی نے خطبہ استقبالیہ سنایا اور ترتیب وار آنے والے مہمانوں کی خصوصیات بتائی گئیں۔ اور ان کا تعارف کرایا گیا۔ سب سے پہلے حضرت صاحبزادہ صاحب کا تعارف کرایا گیا۔ اور ادھر پھولوں کا ہار آپ کے گلے میں صدر جماعت کروناگاپلی نے ڈالا۔ ٹھیک اسوقت فوٹوگرافر نے صاحبزادہ صاحب کی فوٹو لی۔ اس کے بعد علی الترتیب تمام وفد کے ممبران کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ اور ان سب کے فوٹو علیحدہ علیحدہ لی گئیں۔ اسکے بعد تمام مہمانوں کا خیر مقدم کیا گیا۔ صدر استقبالیہ کے بعد جناب مکرم عبدالوہاب صاحب ایم۔ اے نے انگریزی زبان میں سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ اور پھر اس سپاسنامے کے حوالہ کرتے وقت صاحبزادہ صاحب کی بھی پھر ایک فوٹو لیگئی۔ اس کے بعد جناب محمد یوسف صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل نے بزبان ملیالم ایک سپاسنامہ پڑھا۔ پھر اس موقعہ پر بھی ایسا ہی کیا گیا۔

ان دونوں سپاسناموں کے پڑھے جانیکے بعد پھر مکرم محترم مولانا محمد عبداللہ صاحب ایچ۔ اے مبلغ سلسلہ نے پبلک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اب حضرت صاحبزادہ صاحب ان سپاسناموں کا جواب دینگے۔ اور میں اس کا ترجمہ کروں گا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد جناب مکرم کریم اللہ صاحب ایڈیٹر "آزاد نوجوان" نے انگریزی زبان میں "اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے" کے موضوع پر مفصل تقریر فرمائی جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اس کا ترجمہ ملیالم زبان میں عبدالوہاب صاحب ایم۔ اے نے حاضرین کو سنایا۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے اردو زبان میں "اسلام امن کا پیغام ہے" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جسکا ساتھ ساتھ ترجمہ مکرم مولوی ابوالوفا صاحب مبلغ سلسلہ کرتے رہے۔ جس کا خدا کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔ اس علاقہ میں چونکہ اردو لوگ نہیں جانتے اس لئے اس کا ترجمہ ضروری ہوتا ہے اور اسطرح لوگ بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کیلئے اس طرح کی تقریریں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔

حاضرین جلسہ میں ہندو مسلم ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے نیز ایم۔ ایل۔ اے معززین۔ سرکاری ملازم پولیس کے لوگ سب ہی موجود تھے۔ اور سارا جلسہ گاہ بھر جانے کے علاوہ بیرون جلسہ گاہ کے حضرات جلسہ سن رہے تھے۔ اس جلسہ کے انتظامات میں مقامی جماعت کے صدر محی الدین صاحب کنجی اور استقبالیہ کمیٹی کروناگاپلی۔ اور ممبران خدام الاحمدیہ اور مقامی مبلغ مولوی احمد رشید صاحب اور مولوی ابوالوفا صاحب سیکرٹری آل کیرالا کا تعاون اور حضرت مولوی عبداللہ صاحب ایچ۔ اے۔ مالاباری خصوصی طور پر شکریہ کے مستحق ہیں جن کی محنتِ شاقہ اور توجہ اور دعاؤں کے نتیجہ یہ عملی مظاہرے دیکھنے میں آئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

درخواست دُعا۔ عزیزان فضل احمد و فضل حق صاحبان پسران محترم بابو تاج الدین صاحب صدر جماعت سرینگر علی الترتیب علی گڑھ و آگرہ میں انجینئرنگ کا فائنل سال دوم کا امتحان دے رہے ہیں احباب اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ ملک صلاح الدین قادیان

عیادت

(اپنے مرشد و محبوب (ایدہ اللہ تعالیٰ) کو بسترِ علالت پر دراز دیکھ کر)

چشم میگوں میں یہ دلدوز سی حسرت کیا ہے
روئے روشن پہ پریشان سی نکہت کیا ہے

تجھ کو دیکھا تو مجھے دل کو قرار آ ہی گیا!
تیری بیمار نگاہوں میں بھی لذت کیا ہے

جو کبھی دیکھ چکی ہوں تیری سطوت کا کمال
اُن نگاہوں میں بھلا دُنیوی شوکت کیا ہے

کجکلاہوں کو ترے در پہ نگوں دیکھا ہے
فقر کی قلب دو عالم پہ حکومت کیا ہے

تجھ کو دیکھوں کہ ترے ضعف و نقاہت دیکھوں
کشمکش سی یہ عجب پیشِ بصارت کیا ہے

شمع افسردہ ہو پروانوں کی حالت معلوم؟
جانے اس کرب میں مالک کی مشیت کیا ہے

جس نے اسلام کی عظمت کا علم لہرایا
جس نے بتلایا کہ باطل کی حقیقت کیا ہے
جس نے ہر سانس لیا دینِ محمدؐ کے لئے
اُس کی ہستی کے سوا میری ضرورت کیا ہے

میرے معبود! ابھی خام ہے عزمِ رہرو
میرے مسجود! ابھی زعمِ عبادت کیا ہے؟

تیری دہلیز پہ جھک جھک کے دعائیں مانگوں
اس سے بڑھ کر مجھے طاقت مری ہمت کیا ہے

"ساری دُنیا کے مریضوں کو شفا دے یا رب"
"آج معلوم ہوا ہے کہ علالت کیا ہے"

ثاقبؔ زیروی (لاہور)

(بشکریہ لاہور)

اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں جماعت احمدیہ کے برابر کوئی جماعت نہیں

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب فرزند امام جماعت احمدیہ کی سکندرآباد میں تقریر

از اخبار انگارے حیدرآباد

حیدرآباد۔ ۳ فروری۔ آج ساڑھے چار بجے بلانگس سکندرآباد میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب فرزند امام جماعت احمدیہ کے اعزاز میں جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی طرف سے دعوت عصرانہ ترتیب دگئی تھی۔ دعوت میں کثیر تعداد میں شہر حیدرآباد اور سکندرآباد کے معززین نے شرکت کی جس میں نواب اکبر یار جنگ بہادر، نواب ناظر یار جنگ بہادر، مولوی مرتضیٰ خان صاحب۔ خان صاحب دوست محمد علاؤالدین، سیٹھ نور محمد علاؤالدین صاحب، سردار فضل حق خان صاحب، اور دیگر مذاہب کے معززین نے شرکت کی جس میں جماعت احمدیہ کی جانب سے پیش کئے ہوئے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا معروف قول ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ ایڈریس میں جو نسبت بانی جماعت احمدیہ سے بیان کی گئی ہے اس خصوص سے ہم جائزہ لے سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کو آپ نے کس کام پر لگا دیا۔ آپ قادیان کی گمنام بستی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دل میں اسلام اور قرآن کا درد تھا۔ اسی اشاعتِ اسلام کے کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اور اکنافِ عالم میں آپ کے مشن کے ذریعہ اس تعلیم کو پہنچا دیا۔ آج غیر اقوام کے لوگ معترف ہیں کہ تبلیغ اسلام اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے کام میں جماعت احمدیہ کی برابری کرنے والی کوئی جماعت نہیں ہے۔ مزید آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بانی جماعت احمدیہ سے اپنے وعدوں کے مطابق سلوک فرمایا۔ یعنی اس کا وعدہ تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا"۔ اور "میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ چنانچہ ان وعدوں کے مطابق آج آپ کی جماعت اشاعتِ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں سرگرم عمل ہے۔ اور بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس درخت کا یہ ثمرہ ہے وہ کیسا شاندار ہے۔ آپ نے دورانِ تقریر میں جماعت کے تعمیری اور دینی کارناموں کا وضاحت سے ذکر فرماتے ہوئے اس امر کا تفصیل سے جائزہ لیا کہ (باقی صفحہ ۷ پر)

CENTRAL AHMADIYYA LIBRARY QADIAN No. ......

خطبہ جمعہ

ایک اہم رویا اور اس کی تعبیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ مارچ ۱۹۵۷ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-
پرسوں یا اترسوں رات میں نے

ایک ایسی رویا

دیکھی ہے جو اپنے اندر ایک انذاری پہلو رکھتی ہے لیکن ساتھ ہی اس کے انجام بخیر بھی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں۔ اور اپنے گھر کے اس صحن میں ہوں جو مسجد مبارک کی اوپر کی چھت کے ساتھ ہے جہاں امۃ الحی مرحومہ رہا کرتی تھیں۔ اور جس میں میں نے پہلے بھی رویا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا۔ اس وقت دروازہ کے سامنے ٹاٹ کا کپڑا لٹکا کرتا تھا۔ رویا میں میں نے وہی ٹاٹ کا کپڑا لٹکا ہوا دیکھا۔ مگر ٹاٹ کا وہ کپڑا ایک طرف کھسکا ہوا ہے میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہیں جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ

غیر احمدی مخالف

ہیں۔ اور اُن کی نیت اچھی نہیں۔ اس وقت میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا انہی غیر احمدیوں نے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملہ کیا تھا۔ یا میں نے یہ سمجھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ ہوں مجھ پر حملہ کیا تھا۔ بہر حال ذہن میں یہی آتا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملہ کیا تھا۔ تب میں نے بلند آواز سے کہا کہ اے احمدیو تمہاری نادانی اور غفلت میں یہ لوگ ایک دفعہ پہلے حملہ کر چکے ہیں۔ اب تم کو پتہ ہے کہ یہ لوگ حملہ کی نیت سے آئے ہیں اگر اب تم ان لوگوں کے شر کو دور کرنے کیلئے آگے نہ آئے تو تم خدا تعالیٰ کی گرفت میں آ جاؤ گے۔ اور تمہیں سزا ملے گی۔ کیونکہ پہلی دفعہ تو تمہیں اس کے لئے معاف کر دیا گیا۔ کہ انہوں نے تمہاری

غفلت اور نادانی

میں حملہ کیا تھا۔ مگر اب تم دیکھ رہے ہو کہ یہ لوگ تم پر حملہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور بار بار میں اونچی آواز سے کہتا ہوں۔ اے احمدیو آگے بڑھو۔ اے احمدیو آگے بڑھو۔ میرے اس کہنے پر چند غیر احمدی کود کر اندر آ گئے۔ اور ان میں سے ایک میرے پیچھے کی طرف چلا گیا۔ اور دو میرے سامنے آ گئے۔ جو شخص میرے پیچھے کی طرف گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میری کمر کے گرد ڈال لئے ہیں جیسے پنجابی میں جپھا مارنا کہتے ہیں۔ اس نے مجھے جپھا مارا ہوا ہے۔ یعنے اس نے میری کمر کو بھی پکڑا ہوا ہے۔ اور میرے ہاتھ بھی پکڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت میرے ہاتھ میں ایک پستول ہے۔ ان لوگوں کے کودنے سے پہلے میں نے پستول چلانے کی کوشش کی مگر لبلبی دبی نہیں۔ میں نے اس کو دبانے کیلئے بہتیرا زور لگایا مگر وہ نہیں دبی۔ جب میرے زور لگانے کے باوجود بھی لبلبی نہیں دبی۔ تو میں نے رویا میں ہی سمجھا کہ یہ اصلی گولی والا پستول نہیں بلکہ کھلونا ہے۔ لیکن ایسا کھلونا ہے جو آج کل نئے بنے ہوئے ہیں۔ یعنی وہ ایسا بھاری بنا ہوا تھا کہ بڑے بھاری پستول کے برابر معلوم ہوتا تھا۔ پس میں نے اپنے

دل میں سمجھا

کہ اگر لبلبی دبی نہیں تو کوئی ہرج نہیں۔ میں اس کا کندہ جو بڑا بھاری ہے۔ ان کے سر پر ماروں گا۔ اور یہ بے ہوش ہو جائیں گے۔ چنانچہ میں نے پستول کا کندہ ان غیر احمدیوں کے سر پر مارنے کی کوشش کی۔ جو کود کر میرے سامنے آ گئے تھے۔ مگر چونکہ ایک دوسرے شخص نے میری کمر اور میرے ہاتھ پیچھے کی طرف سے پکڑے ہوئے تھے۔ اسلئے جب میں کندہ مارتا تھا تو چوٹ اچھی طرح نہیں لگتی تھی۔ اس طرح وہ بے ہوش ہو کر گرے تو نہیں۔ مگر یوں معلوم ہوا جیسے نیم بے ہوشی کی حالت طاری ہو گئی ہے پیچھے کی طرف سے ہاتھ پکڑے ہوئے ہونیکی وجہ سے میرا ہاتھ کبھی کبھی اچٹ بھی جاتا ہے۔ اور اس طرح ان دو چار احمدیوں کو بھی جا لگتا ہے جو کود کر اندر آ گئے ہیں۔ میں ان کو بچانیکی کوشش کرتا ہوں۔ مگر بوجہ اس کے کہ میرے ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں۔ انہیں

پستول کا کندہ

جا لگتا ہے جس کی وجہ سے وہ بھی بے ہوش سے ہیں لیکن غیر احمدیوں سے کم بے ہوش ہیں غیر احمدی تو نیم بے ہوش ہیں۔ لیکن احمدیوں کی ایسی حالت ہے جیسے کوئی شخص پریشان سا ہوتا ہے۔ ان کو بھی چوٹ لگی ہے مگر بہت ہلکی لگی ہے۔

اس رویا میں یہ دیکھنا کہ بعض غیر احمدیوں نے حملہ کا ارادہ کیا ہے اور وہ پہلے بھی حملہ کر چکے ہیں۔ اپنے اندر

خطرہ کا پہلو

رکھتا ہے۔ پھر پستول کا نہ چلنا بھی خطرہ کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ بعد میں از غیر احمدیوں کا اندر کود کر آ جانا اور ان میں سے ایک کا مجھے پیچھے سے پکڑ لینا اور اس کی وجہ سے میں نے جو کندہ مارنیکی کوشش کی ہے اس میں کامیاب نہ ہونا یہ بھی خطرہ کا پہلو رکھتا ہے۔ پھر اس کندہ کا کبھی کبھی کسی احمدی کو بھی لگ جانا یہ بھی خطرہ کا پہلو رکھتا ہے۔ کہ اس کشمکش میں بعض احمدیوں کو بھی دکھ پہنچ گیا۔ مگر آخر یہ انجام کہ وہ لوگ اپنے حملہ میں کامیاب نہ ہو سکے اور واپس چلے گئے۔ یہ

خوشی کا پہلو

ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جو مفسد لوگ حملہ کا ارادہ کرینگے وہ ناکام رہیں گے۔ اور اس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑے گا۔ اور انہیں احمدیوں سے زیادہ تکالیف پہنچیں گی۔ پس اس موقعہ پر جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ دعا کریں اور خدا تعالےٰ کے حضور میں استغفار کریں۔ اور اس سے کہیں کہ اے اللہ ہماری غفلت کی وجہ سے اگر دشمن احمدیت پر حملہ کرنیکی کوشش کرے تو تُو خود اس کے بچانے کے سامان پیدا کر۔ اگر ہم اپنی کمزوری کی وجہ سے احمدیت کا پوری طرح دفاع نہ کر سکیں تو تُو ہمیں معذور سمجھ اور اس دفاع کو خود مکمل کر دے۔ پھر انہیں یہ بھی دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ جو تھوڑا بہت شر اس خواب میں بتایا گیا ہے اس سے بھی وہ ہمیں محفوظ رکھے اور اپنے فضل سے جماعت کو کامیابی بخشے۔ اور اس کی

نصرت و تائید

فرمائے اور نہ قادیان میں کہ میں نے رویا میں اپنے آپ کو قادیان میں دیکھا ہے۔ اور نہ ربوہ میں کسی جگہ بھی کسی قسم کی اذیت احمدیت کو نہ پہنچے۔ بلکہ دونوں طرف احمدی محفوظ رہیں اور خواب میں جو کمزوری یا چوٹ احمدیوں پر دکھائی گئی ہے وہ اور بھی کمزور ہو جائے۔ بلکہ غائب ہی ہو جائے اور وہ کسی قسم کے صدمہ کے بغیر دشمن کو بھگانے اور اسے ناکام رکھنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اور خواب میں دشمن کو جو چوٹیں لگی ہیں اور ان کی وجہ سے وہ نیم بے ہوش ہو گئے ہیں خدا تعالیٰ اسے بدل کر انہیں پورا بے ہوش کر دے۔ گویا احمدی تو حملہ سے پوری طرح محفوظ ہو جائیں۔ مگر خواب میں بعض غیر احمدیوں کا حملہ جو دکھایا گیا ہے اور وہ ناکام سا رہا ہے خدا تعالیٰ اس کو ظاہر میں بھی ایسا ہی کر دے ہمارا حملہ تو کوئی چیز نہیں حملہ تو فرشتوں نے کرنا ہے۔

خواب میں فرشتہ

کام کیا کرتا ہے۔ اسلئے خواب میں جو میں نے دیکھا کہ میں حملہ آوروں کو پوری طرح ضرب لگانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ فرشتے ناکام رہے رہے ہیں۔ اور فرشتوں کے ناکام ہونیکے معنے یہ ہیں کہ بعض دفعہ کچھ لوگ ایسے بھی نکل آتے ہیں جو توبہ اور استغفار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے اس توبہ اور استغفار کی وجہ سے بچ جاتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ اگر اس نے ان لوگوں کی توبہ اور استغفار کو قبول کیا تو اس کے ماننے والے اور معتقدین کو زیادہ نقصان پہنچیگا۔ تو وہ اُن کی

توبہ و استغفار

کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ وہ اپنے ماننے والوں کو مدد دیتا ہے۔ اور نہ ماننے والوں کیلئے جو اس کا مرتبہ ہوتا ہے۔ اسے ضائع کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت کی مدد کرے اور اگر اس کے اوپر کوئی حملہ ہونیوالا ہے تو اسے اس حملہ سے بچانے۔ اور ان کی تائید ایسے رنگ میں کرے کہ وہ کامیاب و کامران ہونیکی صورت میں نکلیں۔ اور اگر تھوڑی بہت اذیت احمدیوں کیلئے مقدر ہے تو وہ اُسے دور کر دے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا

کچھ جنازے ہیں جو میں نماز جمعہ کے بعد پڑھاؤنگا ایک جنازہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پرانی صحابیہ امام بی بی صاحبہ اہلیہ محمد اکبر صاحب ٹھیکیدار آف بٹالہ کا باہر پڑا ہے۔ وہ نماز کے بعد مسجد سے باہر جا کر پڑھاؤں گا۔

جو جنازے میں نماز کے بعد مسجد میں پڑھاؤں گا ان میں سے ایک جنازہ فضل بی بی صاحبہ اہلیہ الٰہی بخش صاحب سکنہ قلعہ لال سنگھ ضلع گورداسپور کا ہے۔ مرحومہ صحابیہ تھیں۔ اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان جانے والے پیدل قافلہ کا کھانا پکایا کرتیں اور ان کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں سیالکوٹ کی طرف سے لوگ پیدل قادیان آیا کرتے تھے۔ اور رستہ میں پڑنے والے

دیہات کی جماعتیں

ان کی ضیافت کیا کرتی تھیں۔ شکار ماچھیاں کی جماعت اس بات میں خاص طور پر مشہور تھی۔

دوسرا جنازہ داروغہ ابتہاج علی صاحب زبیری شاہجہان پوری کا ہے۔ مرحوم پرانے مخلص احمدی تھے ان کے بیٹے احتجاج علی صاحب بھی جولائی پور میں رہتے ہیں۔ بڑے مخلص ہیں۔

تیسرا جنازہ حاجی فضل محمد صاحب کابلی اور ان کی بیوی اور بچہ کا ہے۔ حاجی صاحب پشاور میں رہتے تھے۔ دشمن کسی بہانہ سے انہیں کابل لے گیا۔ اور وہاں جا کر انہیں اور انکی بیوی اور بچہ کو شہید کر دیا۔

چوتھا جنازہ بابو فضل احمد صاحب ولد چوہدری علی بخش صاحب ساکن بعینی پسوال کا ہے۔ یہ بھوپال والہ ضلع سیالکوٹ کی جماعت کے پریذیڈنٹ تھے۔ تین چار سال ہوئے ربوہ آئے تو ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ پھر وہ بھوپال والہ واپس چلے گئے۔ وہاں ان پر دوبارہ حملہ ہوا۔ اور اسی بیماری سے وہ فوت ہو گئے۔ میں نماز کے بعد ان سب کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ دوست میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔ نماز کے بعد مسجد سے باہر جا کر دوسرا جنازہ پڑھاؤں گا۔ دوست اس میں بھی شامل ہوں۔

(الفضل ۲ ۵۷ء)

دوستِ رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھائیں

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

آج سے رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو رہا ہے۔ جو روزوں کے علاوہ نوافل اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی اور صدقہ وخیرات کا خاص مہینہ ہے اور اس میں کلام پاک کی تلاوت کا بھی زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ عبادتیں ایسی ہیں کہ انہیں ملحوظ رکھ کر رمضان گزارنے والے انسان کیلئے (بشرطیکہ اس کی نیت صالح اور پاک ہو۔ اور اس میں کوئی پہلو ریاء وغیرہ کا نہ پایا جائے) ناممکن ہے کہ وہ اس مبارک مہینہ کی برکات سے حصہ نہ پائے اور خدائے رحیم وکریم کے دربار سے خالی ہاتھ لوٹ جائے۔ بلکہ ہر شخص اپنی نیت اور اپنے مجاہدہ کے مطابق پھل پاتا ہے۔ اور محروم صرف وہی شخص رہتا ہے جس کی یا تو نیت میں فتور ہے اور یا اس کی سعی اور جہد ناقص ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ اس مبارک مہینہ کو ان تمام برکات سے معمور کرنے کی کوشش کریں جو میں نے اوپر بیان کی ہیں۔ یعنی :-

(۱) مسنون طریق پر روزہ رکھیں جو رمضان کی اصل اور بنیادی عبادت ہے۔ اور جس کے متعلق خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی جزا میں خود ہوں۔

(۲) فرض نمازوں کے علاوہ نفل نمازوں پر بھی زیادہ زور دیں۔ جن میں دو نمازیں خاص طور پر اہم ہیں۔ یعنی نماز تہجد اور نمازِ ضحیٰ۔

(۳) دعاؤں میں بڑھ چڑھ کر شغف دکھائیں۔ اور انفرادی اور خاندانی دعاؤں کے علاوہ جماعتی دعاؤں کو بھی ہرگز نہ بھولیں۔ بلکہ انہیں مقدم کریں۔ جن میں اسلام اور احمدیت کی ترقی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت اور درازیٔ عمر۔ مبلغین سلسلہ کی کامیابی وکامرانی۔ دیگر کارکنان جماعت کی نصرت وسلامت روی۔ قادیان اور ربوہ کی حفاظت اور استحکام کو خصوصیت سے ملحوظ رکھا جائے۔ دعاؤں کے متعلق مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نہیں بھولتے کہ الدعاء مخ العبادۃ یعنی دعاء عبادت کے لئے گویا گودے کا حکم رکھتی ہے۔ جس طرح گودہ کے بغیر ایک ہڈی انسانی خوراک کے لحاظ سے ایک بیکار سی چیز ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ عبادت بھی ایک بے جان عبادت ہے جس میں دعاء نہ شامل ہو۔

(۴) ذکر الٰہی پر بہت زور دیا جائے اور نماز کے علاوہ دیگر اوقات کو بھی اس ذکر سے معمور رکھا جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کی شیرینی سے اپنے دل وزبان کو تروتازہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ ذکر الٰہی میں کلمہ طیبہ یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اور تسبیح وتحمید یعنی سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم۔ بہترین اذکار ہیں۔ اسی طرح لاحول ولا قوۃ الّا باللّٰہ بھی بہت عمدہ اذکار میں سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی مختلف صفات یعنی اسماءِ حسنیٰ کو ان کی حقیقت پر غور کرتے ہوئے یاد کرنا اور ان کا ورد رکھنا روح کی بالیدگی کا ایک نہایت مجرّب ذریعہ ہے۔

(۵) رمضان کی ایک خصوصی برکت صدقہ وخیرات ہے۔ جس کے ذریعہ نہ صرف صدقہ دینے والا خدا کی عظیم الشان نعمتوں سے حصہ پاتا ہے اور تلخ تقدیریں دُور ہوتی ہیں۔ اور انسان کی کمزوریوں پر خدائی ستاری کا پردہ پڑتا ہے۔ بلکہ قوم کے غریب افراد کی ضروریات کے پورا ہونے کا بھی سامان پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ رمضان میں غرباء کی ضروریات غیر معمولی طور پر بڑھ جاتی ہیں۔ اس لئے لازماً ان کا صدقہ وخیرات بہت زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک صدقہ وخیرات میں اس طرح چلتا تھا جس طرح کہ ایک ایسی تیز آندھی چلتی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہ لائے۔ اس صدقہ وخیرات کا بہترین مصرف اپنے ماحول کے غرباء اور مساکین ہیں۔ کیونکہ اس سے آپس کی محبت اور اخوت اور ہمدردی اور مواخات کو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن حسب حالات مرکز میں بھی صدقہ کی رقوم بھجوائی جاسکتی ہیں۔

(۶) رمضان میں قرآن مجید کی تلاوت پر بھی خاص زور دیا جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کا ایک دَور مکمل کرتے تھے۔ لیکن آخری سال جب کہ قرآن کا نزول مکمل ہو گیا تھا۔ آپ نے تلاوت کے دو دَور مکمل کئے چونکہ ہمارے لئے بھی قرآن مجید مکمل صورت میں موجود ہے۔ اسلئے ہمیں بھی حتی الوسع دو دَور پورے کرنے چاہئیں۔ اور ایک دَور تو بہرحال ضروری ہے۔ اور قرآن کریم پڑھنے کا عمدہ طریق یہ ہے کہ ہر رحمت کی آیت پر دل میں دعا کی جائے۔ اور ہر عذاب کی آیت پر استغفار کیا جائے۔ اس طرح تلاوت گویا ایک زندہ حقیقت بن جاتی ہے۔ بلکہ ایک مجسم دعاء۔

(۷) ان عبادات کے علاوہ جن دوستوں کو توفیق ملے اور وہ اپنے فرائضِ منصبی سے فرصت پاسکیں اور ان کی صحت اور دیگر حالات بھی اجازت دیں تو انہیں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی برکات سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اعتکاف گویا ایک وقتی اور محدود رہبانیت ہے۔ جس میں انسان چند دن کے لئے دنیا سے کٹ کر کلیۃً خدا کیلئے وقف ہو جاتا ہے۔ اور اس میں ان تمام عبادات پر خاص زور دیا جاتا ہے۔ جو رمضان کے عام ایام کیلئے اُوپر بیان کی گئی ہیں۔

رمضان کا ایک خاص مسئلہ فدیہ کا مسئلہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ کئی لوگ اس مسئلہ کی حقیقت سے واقف نہیں۔ اور ہر بیماری یا سفر کی صورت میں فدیہ دے کر خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ اب ہم روزوں کی ذمہ داری سے آزاد ہو گئے ہیں۔ حالانکہ عام بیماری یا سفر کی صورت میں عدۃ من ایامٍ اخر کا حکم ہے نہ کہ فدیہ کا۔ یعنی ایسے لوگوں کو بیماری سے شفا پانے یا سفر کی حالت ختم ہونے کے بعد دوسرے ایام میں روزوں کی گنتی پوری کرنی چاہیئے۔ فدیہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ضعفِ پیری یا دائم المرض ہونے کی وجہ سے دوسرے ایام میں روزوں کی گنتی پوری کرنے کی امید نہ رکھتے ہوں یا وہ ایسی عورتوں کیلئے ہے جو حمل اور رضاعت کے طویل زمانہ کی وجہ سے گنتی پوری کرنے سے عملاً معذور ہوں۔ اسی لئے قرآن مجید میں عدۃ من ایامٍ اخر اور علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کے احکام کو علیحدہ علیحدہ صورت میں بیان کیا ہے۔ بہرحال جو بھائی بہن ضعفِ پیری یا دائم المرض ہونے کی وجہ سے یا حمل اور رضاعت کی مجبوری کی بناء پر رمضان کے بعد روزوں کی گنتی پوری کرنے کی امید نہ رکھتے ہوں۔ ان کو روزوں کے بدلے کے طور پر فدیہ ادا کرنا چاہیئے۔ جو فدیہ دینے والے کی حیثیت کے مطابق ہونا ضروری ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ فدیہ صرف روزہ کا بدل ہے۔ رمضان کی باقی عبادات (مثلاً نوافل دعائیں۔ تلاوت اور صدقہ وخیرات وغیرہ) اسی طرح قائم رہتی ہے۔ اور ان میں فدیہ دینے کے باوجود حتی المقدور اور حسب استطاعت غفلت نہیں ہونی چاہیئے۔ لایکلف اللّٰہ نفسًا الا وسعہا

فدیہ نقدی کی صورت میں بھی دیا جاسکتا ہے اور طعام کی صورت میں بھی۔

فدیہ کی رقم تین طرح خرچ کی جاسکتی ہے۔
(اوّل) اپنے ماحول کے غرباء اور مساکین میں
(دوم) ربوہ کے مساکین کیلئے مرکز میں بھجوا کر۔ اور
(سوم) قادیان کے غریب درویشوں کی مد میں ادا کرکے جن میں سے آج کل کئی انتہائی تنگی میں گزارہ کر رہے ہیں۔ پس فدیہ دینے والے اصحاب قادیان کے غریب درویشوں کو بھی ضرور یاد رکھ کر ثواب کمائیں۔ گو بہرحال ان تینوں قسم مصارف کے علیحدہ علیحدہ فوائد اور ان کی علیحدہ علیحدہ برکات ہیں۔

فدیہ کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ گو اصل مسئلہ کے لحاظ سے فدیہ صرف ان لوگوں پر واجب ہے جو اپنے حالات کے لحاظ سے بعد میں روزوں کی گنتی پوری کرنے کی امید نہ رکھتے ہوں۔ مگر بعض اولیاء اور صوفیاء کا یہ طریق بھی رہا ہے کہ بعد میں گنتی پوری کرنے کی امید رکھنے کے باوجود وہ فدیہ بھی ادا کرتے رہے ہیں۔ پس اگر کسی صاحب کو توفیق ہو تو روحانی لحاظ سے (نہ کوئی فریضہ کے طور پر) یہ طریق زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ اور اس میں دہری نیکی ہے کہ چونکہ زندگی کا اعتبار نہیں فدیہ بھی دیدیا اور پھر توفیق پانے پر دوسرے ایام میں گنتی بھی پوری کرلی۔

بالآخر یہ خاکسار اپنے احباب کی خدمت میں پھر دوبارہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ رمضان ایک نہایت ہی مبارک مہینہ ہے اس کی برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور نوافل اور ذکر الٰہی اور دعاؤں کے ذریعہ خداتعالیٰ کے قریب تر ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں کیا پیارا فقرہ آتا ہے کہ احیی لیلۃ یعنی آپ نوافل اور ذکر الٰہی اور دعاؤں کے ذریعہ رات جیسی تاریک اور مُردہ اور غافل گھڑی کو بھی زندگی کے انوار سے معمور کر دیتے تھے۔ اللّٰھم صل علیہ وبارک وسلم۔*

* خاکسار راقم آثم مرزا بشیر احمد۔ ربوہ یکم رمضان مطابق ۲ اپریل ۱۹۵۷ء (الفضل ۴ اپریل ۵۷ء)

سُرخ ستارہ افقِ ہند پر

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ بمبئی)

مادیت و روحانیت کی جنگ میں ایک مرتبہ پھر مادیت غالب آگئی۔ اور انسانی معاشرہ کی بنیاد اقتصادیات، معاشیات اور اخلاقیات و روحانیات کے مجموعہ پر رکھنے کی بجائے محض مادیات پر رکھی گئی ہے۔ اخلاق کی کوئی معین تعریف نہیں رہی۔ بلکہ اخلاق کی تعریف سماج اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق کی گئی۔

یہ امر قابلِ غور ہے کہ وہ اقتصادی نظام جس کو عرف عام میں کمیونزم کہتے ہیں۔ اس سے اکثر ملکوں نے بچنا چاہا۔ مگر اس کی روشنی چڑھتے ہوئے سورج کی طرح آہستہ آہستہ ہر ملک میں پہنچتی گئی۔ ہمارا بھارت جو رشیوں، منیوں۔ اور اوتاروں کا دیش کہلاتا ہے۔ اور جہاں ہمیشہ اخلاقی اقدار پر سماج کی تشکیل عمل میں آئی ہے۔ آج اس دیش کا ایک چھوٹا سا خطہ بھی اس سُرخ ستارہ کی تاثیر کے تحت آگیا ہے۔

قدرت کا انتقام

اس میں کوئی شک نہیں کہ کانگریس جس تصورِ حیات اور طریق کار کو لے کر بڑھی۔ کمیونزم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن قانونِ قدرت یہ ہے۔ کہ جب انسان عمل سے دُور ہو جاتا ہے۔ اس کی اخلاقی حس مُردہ ہو جاتی ہے۔ اور اس پر بے روزگار، فاقہ کش۔ اور نیم بیوہ کی فریاد کا اثر نہیں ہوتا تو پھر اس اخلاقی حس کو زندہ کرنے کے لئے انسان کو عبرت ناک سزا دی جاتی ہے۔ بھارت میں کمیونزم کے آنے کا یہی سبب ہے کانگریس ہم ہندوستانیوں کے سامنے بہترین اصول اور زرّین ہدایات لے کر آئی۔ لیکن برسرِ اقتدار طبقہ کی خود غرضی۔ تنگ نظری اور اخلاقی بے حِسی کے دُور کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی اس لئے اب قانونِ قدرت خود اس طبع ناساز کا علاج کرنے آیا۔ اور اس کی غفلت و بیہوشی دُور کرنے کے لئے پہلے سے زیادہ تلخ دَوا پلائی گئی۔

اگرچہ بھارت کا ماحول گواہی دیتا ہے۔ کہ یہاں کمیونزم بار آور نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ ایک ایسے ماحول میں اس کو کرسیٔ اقتدار پر آنے کا موقعہ ملا ہے۔ جب مرکز میں غالب اکثریت کانگریس کی ہے۔ اس لئے یہ ہمیشہ اپنی ناکامی کی ذمہ دار کانگرس کی پالیسی کو قرار دیں گے۔ اور اس طرح اپنے چہرے کی سیاہی دوسرے کے چہرے پر ملنے کی کوشش کریں گے۔

بھارت کا وقار

یوں تو کمیونزم کی بہت سی باتیں ہمارے قومی و ملکی وقار کے خلاف ہیں مگر سچ یہ ہے کہ اس وقت جا بجا کمیونسٹوں کی کامیابی وطن پرستوں کو بہت ہی گراں گزری ہے۔ اس وقت ہمارے ملک کے سامنے بہت سے مسائل ہیں۔ اور یہ ہر مسئلہ کو غیر جانب دار ہو کر سلجھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اب ہمارے ملک کے ایک طبقہ کی کجروی کے باعث دنیا والوں کو بدگمانی کا موقعہ ملے گا۔ اور وہ بھارت کی غیر جانبداری کو مشکوک قرار دے کر اس کی راہ میں طرح طرح کے روڑے اٹکائیں گے۔ بمبئی کے بعض حلقوں میں کمیونسٹوں کی کامیابی پر جس طرح خوشی منائی گئی۔ اس پر ہر محبِ وطن کو تعجب ہوگا۔ چراغاں کیا گیا۔ جا بجا ماؤزی تانگ کی تصویریں آویزاں کی گئیں۔ اور ایک جگہ اس کی ایک بڑی سی تصویر کے نیچے "آفتاب ایشیا" لکھا گیا۔ اس سے کمیونسٹوں کی اس ذہنیت کا علم ہوتا ہے کہ وہ بھارت میں "ماؤزی تانگ ازم" رائج کرنا چاہتے ہیں۔ اور بھارت کا اقتصادی و سیاسی قبلہ چین یا روس کو بنانا چاہتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر بھارت کی اور کوئی توہین ہوگی؟ ہمارے مدبّروں کو اب اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ ایک چنگاری سارے گھر کو جلا سکتی ہے۔ یہ چنگاری کیسے بجھائی جا سکتی ہے۔ یقیناً اب اس کو ہمارے بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار ہی بجھا سکتے ہیں۔

سنہ ۳۶ء میں جب کانگریس نے قلمدانِ وزارت سنبھالا تھا تو مہاتما گاندھی جی نے ان وزراء کو نصیحت کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے خلفاء حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی سی سادی زندگی بسر کریں۔ اور اسی بے نفسی و بے غرضی کے ساتھ قوم و ملک کی خدمت کریں۔ اگر اس نصیحت پر عمل کیا جاتا۔ تو آج ہمارا ملک جنت نظیر بن جاتا۔ اور یہ دیش جو ہمیشہ اپنے حکمران راجہ کو دیوتا کی طرح پوجتا آیا ہے۔ ان کو بھی پوجتا۔ اور پھر پانچ سال کی بات نہیں بلکہ عمر بھر ان کی نظرِ انتخاب انہیں پر پڑتی۔ لیکن اس ملک کے تاجر، کسان اور ملازمت پیشہ جب اربابِ اختیار کو خود غرضی و اقربا پروری کی حرص میں مبتلا پاتے ہیں تو وہ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ کہ آخر کہاں ان کی تمناؤں کا خون ہو رہا ہے۔ کمیونزم تو اس زمانہ میں ابھرا۔ لیکن عام ہندوستانیوں کا ملکی شعور بتاتا ہے کہ وہ رفاہِ عام، خدمت خلق۔ اور تعمیر وطن میں کیمونسٹوں سے بہتر واقع ہوئے ہیں۔ انہیں ان کے سماج نے ہی دان اہنسا۔ اور راجہ و پرجا کے بارے میں ایسی تعلیم دی ہے کہ وہ ان پر عمل کر کے بڑے احسن طریق سے بے روزگاری اور افلاس کو دُور کر سکتے ہیں ذرا اس پر غور کیجئے کہ روس میں معاشی انقلاب برپا کرنے کے لئے لاکھوں انسانوں کا خون بہایا گیا۔ لیکن بھارت کے ایک سنیاسی ونوبا بھاوے کیسے پُر امن طور پر ایک معاشی انقلاب برپا کرنے میں لگے ہیں۔

الکشن کے نتائج

بھارت کے لوگ اپنے وزراء سے یہی توقع رکھتے تھے۔ مگر انہیں اس طرف سے مایوسی ہوئی۔ اسی لئے جا بجا ملک کے وزراء اور کانگریس کے نمائندوں کو عبرت آموز شکستیں ہوئیں۔ یہ کیسی حیرت کی بات ہے کہ بعض علاقے جہاں کانگریس کے نمائندے زیادہ کامیاب ہوئے۔ وہاں بھی ووٹنگ کے لحاظ سے کانگریس کو شکست ہوئی ہے جیسے بمبئی کہ یہاں ووٹنگ کے لحاظ سے مہاراشٹر سمیکت سمیتی کو زیادہ ووٹ ملے ہیں۔ پنجاب میں بھی اب کی کمیونسٹوں کو دس لاکھ ووٹ ملے ہیں۔ حالانکہ گذشتہ عام الیکشن صرف چار لاکھ ووٹ ملے تھے۔ اسی طرح اب کی اتر پردیش سے بھی کمیونسٹ امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے کمیونسٹوں کو صرف مغربی بنگال پنجاب اور جنوبی ہند میں کامیابی ہوئی تھی کانگریس کے لئے یہ ایک خطرے کی گھنٹی ہے۔ جو انہیں باعمل اور فرض شناس بنانے کیلئے بجائی گئی ہے۔

ہم جو کانگریس کی حمایت کرتے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ملک کی برسرِ اقتدار پارٹی ہے۔ اس نے ملک میں سیکولر حکومت قائم کی۔ اقلیت کے مذہب۔ زبان اور معاشرت کی حفاظت کا وعدہ کیا۔ اور عوام کے معیارِ زندگی کو بلند کرنا چاہا۔

مگر کیا یہ درست نہیں کہ اس اظہارِ عقیدت و وفاداری کے باوجود ملک کا ایک بڑا طبقہ کانگریس کے ہاتھوں زخم پر زخم کھا رہا ہے۔ ضروریاتِ زندگی کی گرانی میں کمی نہیں آتی۔ اس مہنگائی کے اسباب کچھ ہوں لیکن کانگریس کو بازار پر قابو پانے کی سخت ضرورت ہے۔ ضرورت ہے لوگوں کے آئینۂ خیالات کو صاف کرنے کی۔ یہ بڑے بڑے سرمایہ دار جو بجٹ میں ذرا خسارہ کی خبر پاتے ہی اپنے گاہکوں پر معیاری ٹیکس لگا دیتے ہیں یکانگریس کے اچھے درست نہیں ہو سکتے۔ یہ ضرور ہے کہ کانگرس اب کی ان دھنوانوں سے روپے لے کر الیکشن لڑی۔ مگر اس کیلئے عوام کو ان پر بھینٹ نہیں چڑھایا جا سکتا۔

بھارت میں کمیونزم

یہ کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ کہ کمیونزم سرمایہ داری کے ردّ عمل کے طور پر ظاہر ہوا ہے۔ اور اس کے لئے روس کا ماحول موزوں تھا۔ وہاں مذہب و اخلاق کے نام پر سرمایہ داروں نے انسانیت کی جو مٹی پلید کی تھی۔ اس کا یہی تقاضہ تھا کہ وہاں کمیونزم فروغ پائے۔ اب ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ بھارت کا ماحول کمیونزم کے لئے سازگار نہ ہو ہر ملک اپنی روایات پر فخر کرتا ہے۔ اور ہر قوم کا اپنا قومی سرمایہ ہوتا ہے۔ ہم بھی ایک وطن پرست ہونے کے لحاظ سے اپنے ملک و قوم کی روایات پر فخر کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کمیونسٹوں کی کامیابی فوراً ماؤزی تانگ کو "آفتاب ایشیا" بناتی ہو۔ اور کمیونزم کی ایک ہلکی سی فتح سے بھارت کی در و دیوار سے ماؤزی تانگ جلوہ گر ہو جاتے ہوں تو اس کو ہم خود فروشی کہیں گے۔ کمیونزم تو اپنی پہلی تجربہ گاہ روس میں بھی کامیاب نہ ہوا۔ چین میں تو اس کا ڈھانچہ بدل گیا۔ اور بھارت کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر کمیونزم کے نام سے یہاں کوئی اصلاح نافذ کی گئی تو وہ کمیونزم نہ ہوگا۔ چیز کچھ اور ہوگی۔ اس کا صرف نام کمیونزم رکھا جائے گا۔ اور اس طرح خواہ مخواہ بھارت کے چند خود فروش بھارت کا سر روس و چین کے آستانہ پر جھکائیں گے چنانچہ کیرالا کمیونسٹ اسمبلی پارٹی کے لیڈر مسٹر ای۔ ایم سنکرن نمبو دری پد نے ۲۸ مارچ کو پریس کانفرنس میں بیان دیا کہ

۱۔ کیرالا کی کمیونسٹ پارٹی کمیونسٹ سماج قائم کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔

۲۔ سرمایہ داروں کی ہمت افزائی کی جائیگی تاکہ صنعت و حرفت۔ تجارت اور دوسری معاشی سرگرمیوں میں جلد از جلد اضافہ کیا جا سکے۔

۳۔ امریکی سرمایہ کا بھی خیر مقدم کیا جائیگا۔

۴۔ اور ایک دوسرے ممبر نے مرکز کو یقین دلایا کہ مذہب میں مداخلت نہیں کی جائیگی۔ (انقلاب ۲۰)

یہ اعلانات اس بات کی غمازی کر رہے

ہیں۔ کہ بھارت میں کمیونزم کے پہنچنے کا قرینہ نہیں اور اگر کانگریس اپنے انتخابی منشور پر اخلاص، ذہنیت اور چستی سے عمل کرے تو خود بخود بھارت سے کمیونزم کے پیر اکھڑ جائیں گے۔

کانگریس کی ذمہ داری

آپ کانگریس کو اپنے وقار کیلئے سب سے پہلے سارے مذاہب کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ اور معاشرت کے وہ پہلو جن کا مذہب یا قومی روایات سے گہرا تعلق ہو ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھانا چاہیئے۔ جیسے تعدد ازدواج۔ پردہ۔ اردو وغیرہ۔

تعدد ازدواج

ہمارے جوہر وطن پنڈت جواہر لال نہرو لامذہب مشرب کے آدمی ہیں۔ لیکن آپ کی تصنیف "تلاش ہند" میں مذہب اور مذہبی راہنماؤں کے متعلق جو نظریہ بیان کیا گیا ہے۔ اسے پڑھ کر ایک مذہبی آدمی کے دل میں بھی آپ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے گزشتہ سالوں کانگریس چند ایسی غیر ضرور باتوں میں بھی الجھی۔ جن سے اس کے وقار کو سخت صدمہ پہنچا۔ مثلاً سرکاری ملازموں کیلئے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی ممانعت۔ ہندوستانی معاشرت میں اس قانون کے نفاذ کی کوئی حکمت معلوم نہیں ہوتی۔ البتہ مسلمانوں نے یہ ضرور محسوس کیا کہ اس قانون کے ذریعہ ان کے مذہبی حق میں مداخلت کی گئی ہے۔ اور ان کو سرکاری ملازمتوں سے محروم رکھنے کیلئے ایک بہانہ بنایا گیا ہے۔

مدراس کے ہفتہ وار اخبار "آزاد نوجوان" نے تو یہاں تک لکھا کہ اس قانون سے تمام رشیوں۔ منیوں اور نبیوں کی توہین لازم آتی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ کانگریس نے اس قانون کو نافذ کر کے اپنے انتخابی منشور کی خلاف ورزی کی ہے ہندوستانی عوام کے اکثر مذہبی رہنماؤں نے ایک سے زیادہ شادیاں کی ہیں۔ اور اس سے انسانی معاشرہ میں کوئی خرابی نہیں آئی۔ بلکہ وہ معاشرت آج سے زیادہ پاکیزہ۔ پُر امن اور محبت خیز تھی۔ تعدد ازدواج کی ممانعت اصل میں یورپ کے جذبۂ زن پرستی کی تقلید ہے۔ لیکن اب امریکہ سے جو رپورٹ آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی انسانی معاشرت کو برقرار رکھنے کیلئے تعدد ازدواج کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ چنانچہ انقلاب بمبئی کی خبر ہے کہ امریکہ میں لاکھوں عورتوں کیلئے شوہر نہیں۔ اب ذرا اس سوسائٹی کا تصور کیجئے جہاں لاکھوں عورتوں کو قانونی شوہر نہ مل سکیں اس کے اندرونی نظام میں کتنی بے چینی و پریشانی ہوگی۔ عملی طور پر دیکھا جائے تو بھارت میں مسلمان ہی کبھی کبھار ایک سے زیادہ شادیاں کرتے ہیں۔ اس لئے وہی اس قانون کی زد میں آتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس قانون کے ذریعہ ان کے معاشرت کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پردہ

اسی طرح اسلامی معاشرت کا ایک اہم باب پردہ ہے۔ مگر اکثر حکومت کے ذمہ دار ارکان حتیٰ کہ پنڈت جواہر لال نہرو بھی، پردہ سسٹم پر سخت تنقید کرتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ ایسی تنقید کے وقت ان کا روئے سخن مسلمانوں ہی کی طرف ہوتا ہے۔ مسلمان بھی اس امر کو خوب محسوس کرتے ہیں۔ کسی کا یہ کہنا کہ پردہ ترقی کے راستہ میں روک ہے یا اس سے صحت خراب ہوتی ہے۔ مشاہدہ وتجربہ کے خلاف ہے۔ بھارت میں کروڑہا اچھوت اور شودر عورتیں ایسی ہیں جو بے پردہ رہتی ہیں۔ بلکہ ان کا ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو آسمان ہی کے تلے سوتا اور جاگتا ہے لیکن پھر بھی ان کی صحت نہایت ناقص ہے جسم کا ڈھانچہ بدلا ہوا ہے۔ وہ طرح طرح کے امراض خبیثہ میں مبتلا ہیں۔ اور ان کی عمر طبعی بھی پردہ نشین عورتوں سے کم ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ پردہ سے نہ کسی کی صحت بگڑتی ہے نہ بے پردگی سے صحت بنتی ہے۔ صحت کی بنیاد تو ولولہ امنگ اور اقتصادیات پر ہے۔ اگر ہر مسلمان کا معقول ذریعہ آمد ہو۔ اس کو صحت افزاء غذا اور صحت بخش مکان میسّر ہو۔ تو پھر پسماندگی و بیماری کا خود علاج ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ پردہ پر اعتراض کرنے کی بجائے مسلمانوں کی اقتصادی حالت سنواری جائے۔ ایسی بے پردگی جس کے ساتھ افلاس بھی ہو۔ ایک ایسی لعنت ہے جس سے معاشرت کے سارے نظام درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ ترقی کیلئے علم کی ضرورت ہے۔ لیکن کیا وہ آدمی جو اپنی بچی کی تن پوشی کا بھی بندوبست نہ کر سکتا ہو جس کا کوئی معقول ذریعہ آمد نہ ہو اور جس کو ملازمت۔ تجارت اور زراعت کسی میں اس کے پورے حقوق نہ ملتے ہوں۔ تعلیم کے بڑھتے ہوئے اخراجات کو برداشت کر سکتا ہے۔ کیا صرف ان کی عورتوں کی بے پردگی سے یہ مشکلات حل ہو جائیں گی؟ علامہ شبلی نے تو لکھا ہے کہ ایشیا میں کبھی بے پردگی کا عام رواج نہیں ہوا۔ پھر بھی ہم سماج کی تعمیر و ترقی میں عورتوں کا نمایاں حصہ پاتے ہیں۔ اور ماضی قریب میں مسلمان پردہ نشین عورتوں نے ملک و قوم کیلئے جو کارہائے نمایاں انجام دئے۔ اس کی نظیر آج کی بے پردہ عورتیں بھی پیش نہیں کر سکتیں۔

اُردو

اسی طرح ایک اور مسئلہ زبانِ اردو کا ہے۔ اردو اپنی جامعیت، قبولیت اور خلقت کے لحاظ سے اس کی مستحق تھی کہ ہندوستان کی سرکاری زبان بنتی۔ مگر افسوس کہ یہ اپنے پیدائشی حق سے محروم کر دی گئی۔ اس غریب کا صرف یہ قصور ہے کہ اس کو ذرا مسلمانوں کی تہذیب و کلچر سے زیادہ قربت ہے۔ خیر یہ جو کچھ ہوا ایک جمہوری سٹیٹ میں اکثریت کے فیصلہ سے ہوا۔ مگر افسوس یہ کہ صدرِ جمہوریہ کی خدمت میں لاکھوں انسانوں کی عرضداشت پیش کرنے کے بعد بھی اس کو علاقائی زبان تسلیم نہیں کیا گیا۔ شاید یہ خطرہ تھا کہ اس کو کسی علاقہ کی زبان تسلیم کرنے کے بعد زبان کی بنیاد پر اس علاقہ کی بھی تشکیل تو کرنی پڑے گی۔ اور وہاں ایک ایسی زبان کو فروغ پانے کا موقعہ ملے گا۔ جو عربی۔ فارسی اور عبرانی وغیرہ کی طرح داہنی طرف سے لکھی جاتی ہے۔ حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو بھارت کے ہاتھوں ایک اچھا ذریعہ دوستی آ جاتا۔ اردو رسم الخط اور زبان مصر۔ افریقہ۔ مشرق وسطی۔ انڈونیشیا۔ پاکستان اور افغانستان وغیرہ سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے بلکہ روسی سیاحوں کی رپورٹ ہے کہ وہاں بھی اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے ہمارے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو کو روس کے ایک علاقہ میں اردو میں سپاسنامہ پیش کیا گیا کرشن چندر نے بھی سیاحت روس کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہاں جا بجا اُردو بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

انقلاب بمبئی ۲۴ مارچ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۶ فروری ۱۹۵۷ء کو دار العلوم دیوبند میں ماسکو یونیورسٹی کے پروفیسروں اور جرنلسٹوں کا ایک وفد آیا۔ ارکانِ وفد انگریزی بہت کم جانتے تھے۔ مگر اردو خوب بولتے اور سمجھتے تھے۔ اس وفد کے صدر نے دار العلوم کے معائنہ بک میں جو تحریر لکھی وہ خالص اُردو زبان اور رسم الخط میں تھی۔ اس سے بیرون ہند اُردو کی مقبولیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اندرون ملک کا حال مت پوچھئے۔ پنڈت جواہر لال کی یہ حیرت کتنی بجا ہے کہ لوگ اردو کی مخالفت میں دلیل بھی اُردو ہی میں دیتے ہیں۔

اُردو کے اخبارات و رسائل ہندی سے کم نہیں بلکہ اُردو کے بعض رسالہ کی اشاعت تو پچاس ہزار ماہانہ تک پہنچ گئی ہے۔ جیسے شمع دہلی کہتے ہیں کہ ہندوستانی عوام کی زبان ہندی ہے مگر فلم انڈسٹری کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی فلم کامیاب ثابت ہوتی ہے جس کا مکالمہ اُردو میں ہوتا ہے۔ اس سے اُردو کی مقبولیت ظاہر ہے۔ ایسی حالت میں کبھی ارکان حکومت کو اردو کی حوصلہ افزائی سے گریز نہ کرنا چاہیئے۔ اردو مغلیہ دورِ حکومت میں پیدا ہوئی۔ اور لال قلعہ میں قلعہ معلّی کی زبان بنکر ہی سنورا۔ مگر افسوس کہ یہ آج تک بھارت کی سرکاری زبان نہ بن سکی۔

مذاہب

اب اس پنج سالہ دورِ حکومت میں ہمارے رہنماؤں کا ایک فریضہ یہ بھی ہونا چاہیئے کہ وہ مذاہب کی حوصلہ افزائی کریں۔ ایک طبقہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ مذہب بے حقیقت وغیر ضروری چیز ہے۔ لیکن تاریخ مذاہب سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں وہی تحریک دیرپا ثابت ہوئی جس نے مذہب کے ذریعہ اخلاق و انسانیت کا احترام قائم کیا۔ کمیونزم یا اس بیسویں صدی کے اور دوسرے ازموں کی بنیاد محض سائنس کی ظاہرانہ طاقت پر ہے۔ لہذا ان ازموں کے چند روزہ فریب حسن میں نہ آنا چاہیئے۔ آج ان ازموں نے جسطرح دنیا کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے اور جیسی ہولناک جنگوں کی تیاری کی ہے اس کے انجام سے ہر شخص لرزہ براندام ہے۔ لیکن کانگریس پنچ شیلا کی ماننے والی اور امن و سلامتی کی پرچارک ہے لہذا اس کو کوئی ایسا قدم نہ اٹھانا چاہیئے جس سے خدا، مذہب اور مصلح دامن کے علمبرداروں پر اعتراض وارد ہوتا ہو۔

کمیونزم اور پرانے نوشتے

یہ سُرخ ستارہ جو آج افقِ ہند پر نمودار ہوا ہے یہ وہ ستارہ ہے جس کے ظہور کی خبر ہر قوم کے پرانے نوشتوں میں پائی جاتی ہے۔ بائبل کتاب حزقیل باب ۳۸ میں اس فتنہ کا مرکز روس کے دو بڑے شہر ماسکو اور ٹوبالسک کو بتایا گیا ہے۔ اور اس قوم کو یاجوج کہا گیا ہے اور اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ قوم دنیا کی دولت پر قبضہ کرنے کیلئے ایک بڑا منصوبہ (کمیونزم) باندھ کر شمال کی طرف سے نکلیگی۔ گیتا میں بھی ایک ایسے منکر خدا طبقہ کا ذکر آتا ہے جو بڑے لاؤ لشکر کا مالک ہوگا۔ قرآن کریم میں بھی یاجوج و ماجوج اور ان کی جنگوں کی پیشگوئی آتی ہے۔

وہ لوگ جو روحانی نوشتوں کو نہیں مانتے انہیں سوچنا چاہیئے کہ آخر ان نوشتوں میں روس، ماسکو اور ٹوبالسک کا نام کیسے آ گیا۔ اسوقت تو اس قوم یا اس ملک نے کوئی ترقی نہ کی تھی۔ نہ اس کی ترقی کے کوئی آثار تھے۔ بلکہ "تاریخ روس" کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت روس کا نام بھی تاریخ کے صفحات پر نہیں آیا تھا۔ اگر وہ اس پر غور کریں اور پھر حزقیل کی مذکورہ بالا مفصل پیشگوئی بائیبل میں پڑھیں تو انہیں بھی معلوم ہو کہ یہ سُرخ ستارہ ایک آنے والی تباہی کی خبر دینے کیلئے نمودار ہوا ہے اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ملک و قوم کو غارِ ہلاکت میں گرنے سے بچائیں۔

پرانے نوشتوں کے مطابق روسی قوم دنیا کی دولت پر قبضہ کرنے کیلئے ایک بڑا منصوبہ باندھنے والی تھی۔ وہ لوگ جو یہودیوں کی زر پرست ذہنیت سے واقف ہیں ان کا بھی یہی خیال ہے کہ کارل مارکس نے جو کمیونزم والا فلسفہ پیش کیا ہے وہ بھی یہودیوں کے جذبہ زر اندوزی کی ایک وسیع سکیم ہے۔ کمیونزم کیا ہے؟ ملک کے ذرائع آمد پر حکومت کے چند اعلےٰ افسروں کا قبضہ۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا سرمایہ داری کا منصوبہ ہوگا۔

رپورٹ دفتر زائرین قادیان

(بابت مارچ ۱۹۵۷ء)

عرصہ زیر رپورٹ میں دفتر مقامی تبلیغ میں آمدہ زائرین کی تعداد ۱۲۸۳ ہے ۔ جو مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے دفتر میں تشریف لائے ۔ اور جن کو دفتر میں بٹھا کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ سے واقفیت کرائی جاتی رہی ۔ اور ان کو بتایا گیا کہ قادیان کی مشہوری کی وجہ یہ ہے کہ اس میں وہ موعود اقوام عالم ظاہر ہؤا ۔ جس کی تمام مذاہب کی کتب میں آمد کی پیشگوئی کی گئی تھی ۔ اور تمام اقوام اس موعود کی آمد کی انتظار کر رہی تھیں ۔ جن کا نام نامی اور اسمِ گرامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے ۔ جنہوں نے اعلان کیا کہ میں جس طرح مسلمانوں کیلئے امام مہدی اور عیسائیوں کے لئے مسیح ہوں اسی طرح ہندوؤں کیلئے کرشن ہوں ۔ اور اس لئے دنیا میں آیا ہوں کہ سب کو ایک جگہ اکٹھا کر دوں ۔ چنانچہ آپؑ کے اس پیغام کو سن کر مسلمانوں ہندوؤں ۔ سکھوں اور عیسائیوں میں سے آپ کی جماعت میں لوگ شامل ہوتے گئے ۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ گو اس وقت اکثر لوگ میرے اس پیغام کی طرف توجہ نہیں کر رہے مگر وہ وقت دُور نہیں جب کہ مسیح کی دوبارہ آمد کا انتظار کرنے والے انتظار کرتے کرتے گزر جائیں گے مگر ان کو آتے نہیں دیکھیں گے ۔ پھر اسی طرح ان کی اولاد اور پھر ان کی اولاد کی اولاد گزر جائیگی ۔ مگر وہ بھی اس کو نہ پائیں گے ۔ کیونکہ جو آنے والا تھا وہ آ چکا ۔ آخر جب سب مایوس ہو جاویں گے ۔ تو پھر سب کی توجہ اس طرف ہوگی ۔ اور میری جماعت میں شامل ہو جائیں گے ۔ دُنیا میں اس وقت صرف ایک یہ میری ہی جماعت ہو گی جو عزت کے ساتھ یاد کی جاوے گی ۔

پھر آپ کی وہ پیشگوئیاں جو اس وقت پوری ہو چکی ہوئی ہیں ۔ اور جو آئندہ ہونے والی ہیں سنائی جاتی ہیں ۔ جن کو سن کر زائرین بہت خوش ہوتے ہیں ۔ عرصہ زیر رپورٹ میں آنے والے معزز زائرین کو مطالعہ کیلئے ان کے مناسب حال اُردو ۔ انگریزی ۔ ہندی اور گورمکھی لٹریچر بھی پیش کیا جاتا ہے ۔ جس کو خوشی سے قبول کرتے ہیں ۔ اس ماہ تقسیم شدہ لٹریچر کی مجموعی تعداد ۶۷۶ ہے ۔ ان آنے والے معزز زائرین میں سے بعض مساجد میں آویزاں صندوقچیوں میں اور دفتر کی صندوقچی میں کچھ نقدی بھی ڈال جاتے ہیں ۔

عرصہ زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل چند معزز زائرین قابلِ ذکر ہیں ۔ بنارسی لعل صاحب ایس ۔ ڈی ۔ او امرتسر ۔ این ۔ کے پنڈھاری صاحب شملہ ۔ گیانی گورمکھ سنگھ صاحب مسافر دہلی ۔

ایک سکا سنگھ صاحب سنیاسی کوٹلہ قاضیاں ۔ ضلع امرتسر ۔ تحصیل اجنالہ ڈاکخانہ چمیاری نے خواہش کی کہ جب آپ کا سالانہ جلسہ ہو تو اس وقت مجھ کو ضرور اطلاع دیں ۔ میں آونگا ۔

اس وقت تک کل آمدہ زائرین کی تعداد ۹۶۸۹۳ ہے ۔ اور کل تقسیم کردہ لٹریچر کی تعداد ۱۸۶۶۲ ہے ۔

دُعاء ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کے نیک نتائج پیدا فرما دے ۔ آمین

خاکسار :-

الٰہ دین انچارج دفتر مقامی تبلیغ

قادیان

انتخاباتِ مجالسِ خدام الاحمدیہ ہند

گذشتہ انتخابات کی میعاد ۳۰ ر اپریل ۱۹۵۷ء کو ختم ہو رہی ہے ۔ اور نئے انتخابات ماہ اپریل میں ہی ہو جانے ضروری ہیں ۔ تاکہ نئے منتخب شدہ عہدیداران یکم مئی سے اپنے کام سنبھال لیں ۔

لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کے قائدین سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ فوری طور پر نئے انتخابات کروا کر فہرست ہائے انتخاب دفتر ہذا میں جلد از جلد ارسال فرما دیویں ۔ تاکہ اپریل کے آخر تک منظوری بھجوائی جا سکے اور نئے عہدیداران یکم مئی سے اپنا چارج لے لیویں ۔ انتخابات کے لئے کسی تاریخ کا تعین نہیں کیا جا رہا ہے ۔ مقامی حالات اور سہولت کے مطابق تاریخ مقرر کر لی جائے ۔ مگر یہ امر مدنظر رہے کہ اس کام میں تاخیر نہ ہو ۔ اور فہرست ہائے انتخابات ۲۵ ر اپریل تک دفتر ہذا میں پہنچ جائیں ۔ تاکہ منظوری جلد بھجوائی جا سکے ۔ شرائط و طریق انتخاب عہدیداران " دستور اساسی " میں سے دیکھا جا سکتا ہے ۔ جو گذشتہ سال تمام مجالس کو بھجوا دیا گیا تھا ۔ جس مجلس کے پاس " دستور اساسی " نہ ہو وہ دفتر ہذا سے حاصل کر سکتی ہے ۔

جب تک نئے منتخب شدہ عہدیداران کی منظوری مرکز کی طرف سے نہ پہنچ جائے ۔ پرانے عہدیداران بدستور کام کرتے رہیں گے ۔

جن جماعتوں میں ابھی تک مجلس کا قیام عمل میں نہیں آیا اور وہاں مجالس کا قیام ممکن ہو ۔ یعنی تین یا تین سے زیادہ خدام موجود ہیں ان جماعتوں کے پریذیڈنٹ صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں انتخاب کروا کر فہرستیں ارسال فرما دیں ۔

اسی طرح مبلغین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کا جائزہ لیں اور جن جماعتوں میں مجالس کا قیام ضروری ہو وہاں قیام عمل میں لا کر ممنون فرمائیں ۔

مرزا وسیم احمد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

درخواست ہائے دُعاء

(۱) ۔ عاجز سخت دنیاوی مشکلات میں گھرا ہؤا ہے ۔ اور میرے کاروبار بھی بیٹھ گئے ہیں ۔ لہٰذا بزرگانِ سلسلہ اور درویشان کرام اور جملہ احبابِ جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ میرے لئے دردِ دل سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ میری اصلاح نفس کرے اور خدمتِ دین کی توفیق دے اور ابتلاؤں سے محفوظ رکھے ۔ اور یہ کہ اولاد کو نیک و صالح اور علم دین سے نوازے ۔ ۔ سید محمود علی سکریٹری جماعت احمدیہ کرولی ۔

(۲) ۔ گذارش خدمت ہے کہ ہمارے لڑکے عزیزم عبد الشکور کا آئی ۔ ایس سی ۔ کا یونیورسٹی امتحان ۲۴ ر اپریل سے شروع ہوگا ۔ صحابہ کرام سے خصوصاً اور احبابِ جماعت سے عموماً درخواست ہے کہ عزیز کی نمایاں کامیابی کیلئے دُعا فرما کر عاجز کو ممنون و مشکور فرمائیں ۔

عبد المجید امیر جماعت احمدیہ جمشید پور ۔

(۳) ۔ میرے بڑے لڑکے میاں سید بشیر احمد کا رشتہ مکرم مولوی سید علام الدین صاحب کی بڑی صاحبزادی سے قرار پایا ہے ۔ اور میری دوسری لڑکی مسماۃ امۃ النعیم بیگم کا نسب مکرم شاہجہان صاحب ساکن کیرنگ ضلع پوری کے بڑے صاحبزادے سے قرار پایا ہے ۔ جماعت کے احباب اور بزرگوں کی خدمت میں التماس ہے کہ دُعا فرمائیں ۔ اللہ ان رشتوں کو مابین کے حق میں خیر و برکت اور حصول فضل و رحمت اور خوشنودی رحمٰن کا باعث بنائے ۔

نیز یہ کہ میرے لڑکے میاں فضل جلیل کا ایف ۔ اے امتحان جاری ہے ۔ اور ایک لڑکا اور لڑکی پرائمری اور مڈل وظیفہ کے امتحانوں میں شامل ہونے کی تیاری کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل اور نصرت ان کے شامل حال ہو ۔

مکرم عبد الحمید صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کے صاحبزادے بھی اس سال آئی ۔ ایس سی ۔ کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی نمایاں کامیابی عطا فرمائے ۔

مکرم مولوی سید عبد السلام صاحب فاضل بلڈ پریشر ذیابیطس کی وجہ سے بہت ہی نحیف اور کمزور ۴۴

۴۴ ہو گئے ہیں ۔ خصوصاً آنکھ کی بینائی آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے ۔ یہ مولوی عبد الرحیم صاحب کٹکی جن کے ذریعہ اُڑیسہ میں احمدیت آئی کے تیسرے صاحبزادے ہیں ۔ دردِ دل سے ان کی صحت یابی کے واسطے بزرگان دُعا فرمائیں ۔ (خاکسار ۔ فضل الرحمٰن ۔ نائب امیر پراونشل اڑیسہ)

(بقیہ صفحہ ۲) جماعت احمدیہ نے مغرب کے ممالک اور افریقہ کے غیر ترقی یافتہ علاقوں میں کس طرح اسلام کا بول بالا کیا ہے اور کس طرح ان علاقوں میں مساجد کی تعمیر اور دنیا کے مختلف بڑی بڑی زبانوں میں قرآن کریم کی اشاعت کا کام جماعت احمدیہ نے انجام دیا ہے ۔ اور کسطرح اپنے کارناموں اور اسلام کی سچائی کو دیگر ادیان پر ثابت کر رہی ہے ۔

آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا مہمانوں سے تعارف کرایا گیا اور یہ خوشگوار تقریب مغرب سے کچھ قبل کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچی (منقول از اخبار انگارے حیدرآباد دکن مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۵۷ء)

مرسلہ :- مولوی محمد اسماعیل صاحب یادگیری

رپورٹ یوم التبلیغ

مورخہ ۱۷ مارچ کو جماعت ہائے ہند نے یوم التبلیغ منایا۔ اس سلسلہ میں جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حیدر آباد جماعت احمدیہ حیدر آباد نے مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۵۷ء کو یوم التبلیغ منایا جس میں جملہ ۱۶ افراد نے شرکت فرمائی۔ حضرت سیٹھ عبداللہ علاؤالدین صاحب نے دعا فرمائی اس کے بعد جملہ افراد تبلیغ کیلئے روانہ ہوئے۔ بعض دوست اپنے ساتھ ایک ایک زیر تبلیغ کو جوبلی ہال پر لائے تھے۔ اور دو دوست بھی آئے تھے۔ اس طرح جملہ پندرہ افراد کو ۲ بجے تک مبلغ حکیم مولوی محمد الدین صاحب و مولوی سراج الحق صاحب سلسلہ کے مبلغ وفات مسیح و مسئلہ ختم نبوت کے متعلق معلومات کرائے گئے۔ ۲ بجے کے بعد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جو گھر سے اپنے ایک دوست کو ساتھ لائے اُنکے اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔ (محمد عبدالحی سیکرٹری تبلیغ)

مسکرا یوم التبلیغ کا پروگرام بجائے مورخہ ۱۷/۳/۵۷ بروز اتوار کے مورخہ ۲۰/۳/۵۷ بروز بدھ وار رکھا گیا کیونکہ اتوار کے روز نہ ہولی تھی۔ پروگرام کے مطابق تین حلقے قائم کئے گئے یعنی مسکرا و ماحولہ۔ پرتاپ پور وسواری اطیاد نواحہ وغیرہ ذالک۔ دو دوست اپنے اپنے مقررہ حلقوں میں چلے گئے اور تبلیغ میں مشغول رہے۔ بذریعہ لٹریچر و زبانی کثیر افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ کم و بیش ڈیڑھ صد ٹریکٹ مختلف زبانوں پر مشتمل تقسیم کئے غیر مسلم دوست خصوصیت کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملتے رہے۔ مولوی منظور احمد صاحب نے پرتاپ پور میں انفرادی ملاقات کے علاوہ بیس منٹ تقریر بھی کی جس میں ٹریکٹ آسمانی آواز کو عام فہم زبان میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ پرتاپ الور کے بعد بسواری میں بذریعہ لٹریچر و زبانی پیغام احمدیت پہنچایا۔ سکول کے اساتذہ سے ملے۔ ان کو لٹریچر بھی دیا اور زبانی بھی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا۔ الغرض یوم التبلیغ کے موقعہ پر ڈیڑھ صد ٹریکٹ تقسیم کیا گیا اجتماعی سفر تقریباً تیس ۳۰ میل تک کیا گیا۔ (ابرار محمد سیکرٹری تبلیغ)

اوڑین بمقام پرکھرانواں و پوٹی و اوڑین نوجوانان سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ نیز خود بھی شریک ہو کر تبلیغ زبانی کی۔ اور لٹریچر ہندی و انگریزی و اردو اہل ہنود و اہل اسلام میں تقسیم کیا گیا۔ جملہ رسائل ۲۴ تقسیم ہوئے۔ اور قریباً سو افراد کو زبانی پیغام حق پہنچایا۔ نیز دو بنگلہ رسالہ ایک ہندو نوجوان کے ذریعہ سنکری گھی گھاٹ بنگالیوں کیلئے بھیجے گئے۔ جن کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ تقسیم ہو گئے ہیں۔ بموقع زوکرین طی احمدی مستورات کے ذریعہ بھی غیر احمدی مستورات میں بذریعہ تقسیم لٹریچر تبلیغ احمدیت ہوئی ان تبلیغوں کا اچھا اثر ہوا۔ (سید وزارت حسین۔ اوڑین)

مدرسہ میں طلباء کی ضرورت

تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں احمدی علماء کی شدت سے کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق قادیان میں خالص دینی تعلیم کیلئے مدرسہ احمدیہ کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ اور چند ایک طلباء زیر تعلیم ہیں مگر ہر سال نئے طالب علموں کی ضرورت ہے۔ جو اوپر کی کلاسوں میں ترقی پانے والوں کی جگہ لے سکیں۔ ایسے طلباء کو مولوی فاضل تک تعلیم دی جائیگی اور یہی نونہال اگر خدا نے چاہا تو آئندہ احمدیت کے داعی و مبلغ ثابت ہونگے۔ پس خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے والدین کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر آپ کا اپنا بچہ اس قابل ہے تو اسے فوری طور پر قادیان بھجوا دیں۔ اور اپنے بچے کے مستقبل کو دینی ماحول میں روشن بنائیں۔ اور اگر آپ کے زیر اثر کسی دوست کا بچہ ہے تو اُسے بھی مناسب طریق پر یہ نیک تحریک کریں چونکہ یہ اعلان حضور کے منشاء مبارک کے ماتحت کیا جا رہا ہے اسلئے میں امید کرتا ہوں کہ احباب جماعت حضور کے منشاء کے مطابق اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے حصول کیلئے جلد مرکز میں بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ امداد اخراجات مبلغ ۲۰/- روپے ماہوار ہے۔ تعلیمی قابلیت کم از کم مڈل پاس ہونی ضروری ہے۔ کیونکہ مدرسہ احمدیہ کی کلاس میں مڈل پاس طلباء کو داخل کیا جاتا ہے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

شرح چندہ خدام الاحمدیہ

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں نئے عشری سکہ کے اجراء کی وجہ سے شرح چندہ خدام الاحمدیہ نصف نیا پیسہ فی روپیہ مقرر کی گئی ہے۔ آئندہ اسی کے مطابق چندے وصول کئے جایا کریں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

صدقۃ الفطر کی ادائیگی ہر مسلمان پر فرض ہے

پیشتر ازیں بذریعہ اعلان صدقۃ الفطر کے متعلق احباب جماعت کو توجہ دلائی جا چکی ہے اس کی مقدار ہر ذی استطاعت شخص کیلئے ایک صاع غلہ ہے جو کہ پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ صدقۃ الفطر کی ادائیگی کی بڑی غرض بیواؤں اور یتیموں کی امداد ہے اسلئے اس کی ادائیگی رمضان المبارک کے مہینہ میں عید سے قبل ہونی چاہیئے۔ تاکہ اس غرض پر خرچ ہو سکے۔ جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق نہ ہوں یا مقامی احباب میں تقسیم کے بعد کچھ رقم بچ رہے تو ایسی عام رقوم مرکز میں بھجوائی جانی ضروری ہے۔ قادیان کے اندر گردونواح کی اوسط قیمت گندم ۱۵/- روپیہ فی من ہے لہٰذا اسکے مطابق ایک صاع کی قیمت ایک روپیہ ۱۹ نئے پیسے بنتی ہے جماعتیں مقامی نرخ میں کمی بیشی کے مطابق اس شرح میں تبدیلی کر سکتی ہیں۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی تمام مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ مرکز میں بھجوائی جانے والی صدقۃ الفطر کی رقم میں بھی عید سے پانچ چھ روز قبل بھجوانے کی کوشش کریں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

سو فیصدی بجٹ جلد پورا کیا جائے

قبل ازیں متعدد بار بذریعہ اعلان اخبار و مرکز احباب جماعت عہدیداران مال کو توجہ دلائی جا چکی ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ اسلئے چندہ جات کی وصولی کیلئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔

اب موجودہ مالی سال ختم ہونے میں صرف چند روز باقی ہیں۔ اور ابھی بہت سی جماعتوں کے ذمہ بجٹ کا کافی حصہ بقایا ہے۔ اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اپنے اپنے ذمہ بقایا کی ادائیگی کی طرف فوراً متوجہ ہوں۔ عہدیداران مال کو چاہیئے کہ وہ وصولی کی کوشش کو تیز کرتے ہوئے آخر مالی سال تک سو فیصدی وصولی کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

آل کیرالہ احمدیہ کانفرنس کا ایک ریزولیشن

مندرجہ ذیل ریزولیشن آل کیرالہ احمدیہ کانفرنس کے مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۵۷ء کے اجلاس منعقدہ احمدیہ مشن ہاؤس کالی کٹ میں متفقہ طور پر پاس ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے فرمائی۔ ادارہ

چونکہ آل کیرالہ احمدیہ کانفرنس کا یہ اجلاس منعقدہ کالی کٹ یہ محسوس کرتا ہے کہ جرنلزم کو احمدیت کی تبلیغ میں ایک نمایاں پارٹ ادا کرنا ہے۔ اسلئے اس کانفرنس میں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم ایک مضبوط احمدیہ پریس کے قیام کی ضرورت کو ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اس کانفرنس کا یہ خیال ہے کہ ایک انگریزی پرنٹنگ پریس اور ایک انگریزی اخبار جماعت کی تبلیغ کیلئے قائم کیا جائے۔ کیونکہ انگریزی زبان ہندوستان میں اور باہر ابھی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مگر حیرانگی کی بات ہے کہ ابھی تک ہمارا انگریزی میں کوئی اخبار نہیں۔ اس لئے یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک انگریزی پریس قائم کیا جائے۔ اور ایک انگریزی اخبار جاری کیا جائے تاکہ جنوبی ہند میں طلباء اور دوسرے لوگوں میں احمدیت کی تبلیغ ہو سکے۔ خصوصاً جنوبی ہند میں جہاں انگریزی اچھی طرح بولی اور پڑھی جاتی ہے۔ اسلئے یہ کانفرنس ایک انگریزی پرنٹنگ پریس اور اخبار کے اجراء کی تجویز پیش کرتی ہے۔

یہ کانفرنس یہ تجویز بھی کرتی ہے کہ اس ریزولیشن کی نقول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بھی بھجوائی جائے۔ تاکہ حضور اس درخواست پر جنوبی ہند میں تبلیغ کی اہمیت کے پیش نظر غور فرما سکیں۔ نیز اس ریزولیشن کی نقول سلسلہ کے اخبارات میں بغرض اشاعت و اطلاع جماعت کیلئے بھجوائی جائیں۔

(سیکرٹری: آل کیرالہ احمدیہ کانفرنس)